

المیہ عامہ

گھنے جنگل سے نکلتے ہی راستہ کچھ کھلا ہو گیا تھا۔ جوناتھن جب ایک چھوٹی سے جھیل پر پہنچا تو دوپہر کا سورج سر پر چمک رہا تھا۔ جیسے ہی اس نے خود کو تازہ دم کرنے کے لیے اپنی اوک میں پانی اٹھایا کسی نے اسے روکا، ”اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو یہ پانی کبھی نہ پیتا۔“

جوناتھن نے ادھر ادھر دیکھا تو اسے ایک بوڑھا آدمی کنارے پر جھکا نظر آیا۔ وہ چھوٹی سی ایک مچھلی کو پٹرے پر رکھے دھو رہا تھا۔ اس کے ساتھ ایک ٹوکری، گراری رکھی تھی، اور کیچڑ میں تین لکڑیاں گڑی تھیں۔ ہر ایک کی لکیر پانی میں بن رہی تھی۔ ”یہاں خاصی مچھلی ہے؟“ جوناتھن نے نرمی سے پوچھا۔

نظر اٹھائے بغیر اس آدمی نے کسی قدر بد دلی سے جواب دیا، ”ناہیں۔ یہ ذرا ذرا سے جانور ہیں جو آج سارے دن میں میرے ہاتھ لگے ہیں۔“ وہ مچھلی کے ٹکڑے بنا رہا تھا اور انہیں سلگتی آگ پر رکھے ایک گرم برتن میں ڈالتا جا رہا تھا۔ برتن میں پکتی ہوئی مچھلی کی خوشبو اس کی لذت کا پتہ دے رہی تھی۔ جوناتھن نے دیکھا کہ وہی زرد دھاریوں والا بے ڈھنگا بلا جس کا اس نے پیچھا کیا تھا پہلے ہی مچھلی کے بچے کھچے ٹکڑوں پر ہاتھ صاف کر رہا ہے۔ اس کے منہ میں پانی آ گیا۔

جوناتھن چونکہ خود کو ایک پکا مچھیرا سمجھتا تھا، اس نے پوچھا، ”آپ چارے کے لیے کیا استعمال کرتے ہیں؟“ اس شخص نے سوچتے ہوئے جوناتھن کی طرف دیکھا، ”میرے چارے میں کوئی گڑ بڑ نہیں، بیٹے۔ میں نے یہاں اس جھیل کا بہترین شکار پکڑا ہے۔“

جوناتھن نے سوچا یہ ماہی گیر کچھ تنہائی پسند لگتا ہے۔ سو وہ خاموش رہ کر اس سے کافی کچھ سیکھ سکتا ہے۔ بوڑھے ماہی گیر نے بھی اسے مچھلی اور روٹی میں شریک ہونے کے لیے آگ کے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جوناتھن نے بھوکوں کی طرح کھانا اڑایا گرچہ اسے اس آدمی کے ذرا سے کھانے میں حصہ دار بن جانے کا احساس

ستا رہا تھا۔ جب وہ فارغ ہوئے تو جوناتھن خاموش رہا، اور یوں اس کے اندازے کے عین مطابق، بوڑھے آدمی نے بولنا شروع کر دیا۔
”برسوں پہلے تو یہاں بہت بڑی مچھلی ملتی تھی۔“ آدمی نے حسرت سے کہا۔ ”پر سب ختم ہو گئی ہیں۔ اب جو بچی ہیں یہی چھوٹی چھوٹی سی ہیں۔“

”مگر یہ چھوٹی چھوٹی بڑی ہو جائیں گی، نہیں ہونگی؟“
جوناتھن نے پوچھا۔ اس نے کنارے کے ساتھ ساتھ اتھلے پانی پراگی گہری سبز گھاس کو گھورا کہ یہاں تو بہت مچھلی چھپی ہو گی۔
”نا۔ لوگ سب مچھلی پکڑ لے جاتے ہیں، چھوٹی چھوٹی بھی۔ صرف یہی نہیں، لوگ جھیل کے پار اس کنارے پر گند بلا پھینکتے ہیں۔ وہ دور کنارے کے ساتھ جمی ہوئی تہہ دیکھو؟“

جوناتھن پریشان نظر آرہا تھا۔ ”اور لوگ آپ کی مچھلی کیوں پکڑتے ہیں اور گند بلا آپ کی جھیل میں کیوں ڈالتے ہیں؟“
”نہیں، بھئی،“ ماہی گیر بولا، ”یہ جھیل میری نہیں، یہ سب کی ملکیت ہے، جنگلوں اور ندیوں کی طرح۔“

”یہ مچھلیاں بھی سب کی ہیں“ جوناتھن نے توقف کیا، ”میرے سمیت؟“ اس چہن میں کمی ہوگئی جو اسے ایک ایسے کھانے میں شریک ہونے پر ستا رہی تھی جس میں اس کا کوئی حصہ نہ تھا۔
”نہیں؟ ایسے نہیں،“ آدمی نے جواب دیا۔ ”جو سب کا ہے وہ اصل میں کسی کا بھی نہیں (۱) لیکن جب کوئی مچھلی میرے کا نٹے میں پھنس گئی تب وہ میری ہے۔“

”میرے پلے کچھ نہیں پڑا،“ جوناتھن کو اپنی ناسمجھی پر غصہ آ رہا تھا۔ وہ خود سے بولتے ہوئے دوہرانے لگا، ”مچھلیاں سب کی ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ اصل میں وہ کسی کی بھی نہیں، جب کوئی آپ کے کانٹے میں پھنس جائے تب یہ مچھلی آپ کی ہو جائے گی؟ لیکن کیا آپ مچھلیوں کی کوئی دیکھ بھال کرتے ہیں یا ان کی افزائش میں ان کی مدد کرتے ہیں؟“

”بالکل نہیں؟“ آدمی نے حقارت آمیز انداز میں کہا۔ ”میں مچھلیوں کی دیکھ بھال کیوں کروں جبکہ یہاں جب دل کرے کوئی اور آ جائے گا اور انہیں پکڑ لے جائے گا؟ اگر کوئی اور ساری مچھلیاں پکڑ لیتا یا کوڑے کرکٹ سے جھیل کو آلودہ کرتا ہے تو میری کوشش تو بیکار گئی!“
مغموم نظروں سے پانی کی طرف دیکھتے ہوئے بوڑھا ماہی گیر مایوسی سے گویا ہوا، ”کاش یہ جھیل میری ملکیت ہوتی۔ تب میں کوشش

کرتا کہ مچھلیاں خوب پلین بڑھیں۔ میں جھیل کی دیکھ بھال کرتا جیسے ادھر دوسری وادی میں رہنے والا مویشی پال اپنے باڑے کی حفاظت کرتا ہے۔ میں زبردست موٹی تازی مچھلیاں پالتا، اور تم شرط لگا سکتے ہو کوئی مچھلی چور یا گند بلا پھینکنے والا یہاں نظر بھی آ جاتا۔ میں دیکھتا کہ...

”اب اس جھیل کی دیکھ بھال کون کرتا ہے؟“ جوناتھن بیچ میں بول پڑا۔

”ماہی گیر کے عمر زدہ چہرے پر اور سختی آ گئی۔ جھیل کا انتظام کونسل آف لارڈز کے پاس ہے۔ ہر چار سال بعد کونسل کے لیے لارڈز کا انتخاب ہوتا ہے۔ پھر کونسل ایک مینیجر مقرر کرتی ہے اور مجھ پر ٹیکس لگا کر اسے تنخواہ دیتی ہے۔ مینیجر کا کام یہ ہے کہ بہت زیادہ مچھلی پکڑے جانے اور گند بلا پھینکے جانے کی نگرانی کرے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ لارڈز کے دوست جیسے مرضی ہو مچھلی بھی لے جاتے ہیں اور گند بلا بھی پھینکتے ہیں۔“

دونوں چپ بیٹھے چاندی جیسی جھیل پر ہوا سے بننے والے دائروں کو دیکھتے رہے۔ جوناتھن کی نظر پڑی تو زرد بلا سیدھا کھڑا اس کی پلیٹ میں پڑے مچھلی کے سر کو سونگہ اور گھور رہا تھا۔ اس نے سرے کو اچھالا اور بلے نے اسے بڑی صفائی سے اپنے پنجے میں پکڑ لیا۔ یہ بلا سخت جان لگتا تھا۔ کسی پرانی لڑائی میں اس کا ایک کان کٹ گیا تھا۔

بوڑھے ماہی گیر کی کہانی کے جوڑ ملاتے بناتے، جوناتھن نے پوچھا، ”کیا جھیل کا انتظام صحیح چل رہا ہے؟“

”خود ہی دیکھ لو،“ بوڑھا ماہی گیر بڑبڑایا۔ ”تم نے یہ لاغر سی مچھلیاں دیکھیں جو میں نے پکڑی تھیں۔ یوں لگتا ہے جوں جوں مینیجر کی تنخواہ بڑھتی جا رہی ہے مچھلیاں چھوٹی ہوتی جا رہی ہیں۔“